مولانا محمد عیسیٰ منصوری

عہد نبوی ﷺ کا تعلیمی نظام

اسلام کی آمد سے قبل کے دور کو' دور جہالت یا جاہلیت سے موسوم کیا جاتا ہے' نزول وحی سے قبل عرب میں گنتی کے چند افراد لکھنا پڑھنا جانتے تھے' نزول قرآن کی برکت سے اس طرح علم کا دور دورہ ہوا کہ دیکھتے ہی دیکھتے ہزاروں' لاکھوں افراد زیور علم سے آراستہ ہو گئے اور تعلیم و تعلم کا ایسا ماحول قائم ہوا کہ اب ڈھونڈے سے بھی کوئی ناخواندہ نہیں ملتا تھا' گویا دنیا میں پہلی بار لازمی تعلیم کا انطباق دور نبوت اور خلفائے راشدینؓ میں ہوا۔ یہ سب فیضان تھا قرآن اور صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمی جدوجہد کا۔ آیئے مختصر طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے اس تعلیمی انقلاب کا جائزہ لیں۔

اسلام کا آغاز اس وقت ہوا جب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر چالیس (40) سال کی عمر میں وحی نازل ہوئی' اس بات کا کوئی پتا نہیں چلتا کہ نو عمری میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھنے پڑھنے کے فن میں حصہ لیا ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم عمر بھر امی ہی رہے۔ اس کے باوجود کس قدر اثر انگیز واقعہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے پاس سے جو آپ کو سب سے پہلی وحی آئی اس میں آپ اور آپ کے متبعین کو حکم تھا کہ "اقراء" یعنی پڑھ اور قلم کی ان الفاظ میں تعریف کی گئی کہ جملہ انسانی علوم اس سے ہیں' پڑھ' اپنے رب کے نام سے جو خالق ہے' جس نے انسان کو خون کے جمے ہوئے لوتھڑے سے پیدا کیا' پڑھ' یہ تیرا بزرگ رب ہی ہے جس نے قلم کے ذریعے سے تعلیم دی اور انسان کو وہ چیز بتائی جو وہ نہ جانتا تھا۔ (سورہ علق (1-2)

یہ امر قابل لحاظ ہے کہ قریب قریب وہ تمام آیات جن میں لکھنے پڑھنے یا علم سیکھنے کا ذکر ہے وہ مکی آیات ہیں' اس کے برخلاف مدنی آیات میں کام کرنے اور تعمیل کرنے پر زیادہ زور ہے حصول علم کے لئے سفر ناگزیر ہے اس سلسلے میں قرآن کریم نے ایک مکی سورت "کہف" میں حضرت موسیٰ کا قصہ بیان کیا ہے کہ کس طرح انہوں نے طلب علم کے لئے گھر سے نکلنے کی صعوبتیں برداشت کیں' اس قصے کا ماحصل یہ ہے کہ کوئی شخص خواہ کتنا ہی عالم ہو جائے ہر چیز نہیں جان سکتا' اور یہ کہ علم کی زیادتی کی خواہش ہو تو دور دراز کا سفر ناگزیر ہے۔ بلاشبہ انبیا علیہم السلام کی بعثت کا بڑا مقصد تعلیم ہی ہوتا تھا' چنانچہ ایک حدیث میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں' حقیقت میں تعلیم و تعلم لازم و ملزوم ہیں۔

اسلام کے ابتدائی دور میں بیعت عقبہ ثانیہ' جو ہجرۃ سے دو سال قبل ہوئی تھی' تقریباً ایک درجن اہل مدینہ نے اسلام قبول کیا تھا' ان کی خواہش پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ مکہ مکرمہ سے ایک تربیت یافتہ معلم حضرت مصعب بن عمیرؓ کو بھیجا تھا جو انہیں قرآن کریم کی تعلیم دے سکیں' بلاشبہ اس ابتدائی زمانے میں تعلیم سے مراد عقائد دین اور عبادت کے طریقوں کی تعلیم ہی ہو سکتی ہے۔

اس سلسلے میں ایک اہم حقیقت یہ ہے کہ ہجرت سے قبل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کاتبوں کو مقرر کر رکھا تھا جن کا کام یہ تھا کہ جیسے جیسے وحی نازل ہوتی جائے وہ اس کو لکھ لیں۔ چنانچہ تاریخ بتاتی ہے کہ جب حضرت عمرؓ اسلام لانے لگے تو انہیں قرآن مجید کی چند سورتیں اپنی بہن کے گھر لکھی ہوئی ملی تھیں اور بظاہر ان کی بہن بھی پڑھنا جانتی تھیں۔

صفہ' اسلام کی سب سے پہلی درسگاہ

مدینہ منورہ آنے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو سب سے پہلا کام کیا وہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیر تھی۔ مسجد ہی کے ایک حصے میں سائبان اور چبوترہ (صفہ) بنایا گیا تھا۔ یہ اولین اسلامی اقامتی جامعہ تھی' رات کو طلبا یہیں رہتے تھے وہاں ایسے اساتذہ مقرر کئے گئے جو لکھنے پڑھنے اور مسائل دینیہ کی تعلیم دیتے تھے۔ بن سعید بن عاصؓ اور حضرت عبادہ بن صامتؓ وغیرہ تھے جو خوش نویس تھے' اسی مدرسے میں متعلم شب باش طلبا ستر (70) اسی (80) تک ہو جاتے تھے' اس اقامتی درسگاہ میں لکھنے پڑھنے کے علاوہ جو تعلیم دی جاتی تھی وہ فقہ' دینی مسائل' قرآن مجید کی سورتیں زبان یاد کرنا تھیں۔ تجوید اور دیگر اسلامی علوم تھے۔ اس طرح عبادات اور معاشرت بھی سکھائی جاتی تھی' جس کی نگرانی خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم شخصی طور پر فرماتے تھے' اور وہاں رہنے والوں کی غذا وغیرہ کا بندوبست کیا کرتے تھے' یہ طلبا اپنی ضرورت کے اوقات میں طلب روزگار میں بھی مصروف ہوا کرتے تھے مقیم طلبا کے علاوہ مدینہ منورہ کے لوگ بھی مسجد میں شریک درس ہوتے' اس کے علاوہ دور دراز کے قبائل سے بھی شائقین علم آتے اور نصاب کی تکمیل کے بعد اپنے وطن واپس ہو جایا کرتے۔ یہ لوگ عموماً "صفہ" میں ٹھہرا کرتے تھے اس لئے بعض اوقات طلباء کی تعداد میں کافی اضافہ ہو جاتا' بعض مولفین صفہ کے چار سو (400) طلبا کا ذکر کرتے ہیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی شخصی طور پر تعلیم دیا کرتے تھے۔ جس میں جلیل القدر صحابہؓ شریک ہوتے تھے۔ نیز آپ مسجد نبوی کے حلقہ ہائے درس کا اکثر معائنہ بھی فرمایا کرتے تھے۔ ترمذی شریف میں ہے کہ ایک مرتبہ آپ نے قضا و قدر (تقدیر) کے مسئلے میں بحث و مباحثہ ہوتے دیکھا تو آپ نے اس موضوع پر بحث و مباحثہ سے منع فرما دیا اور ارشاد فرمایا کہ بہت سی گزشتہ امتیں اس مسئلے میں الجھ کر گمراہ ہوئی ہیں' غرض پہلے معلم اور ناظم تعلیمات (انسپکٹر) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی تھی۔

عہد نبوی میں مدینہ کی دیگر درس گاہیں

مدینہ منورہ میں مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم واحد درس گاہ نہیں تھی بلکہ یہاں کم از کم نو مسجدیں خود عہد نبوی میں بن چکی تھیں اور ہر مسجد اپنے محلے اور آس پاس والے لوگوں کے لئے درس گاہ بھی تھی' خاص کر بچے بھی وہاں پڑھنے آیا کرتے تھے' بعض احادیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عام احکامات ان لوگوں کے بارے میں محفوظ ہیں جو اپنے محلے کی مسجدوں میں تعلیم پاتے تھے۔ نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ حکم بھی صادر فرمایا تھا کہ لوگ اپنے پڑوسیوں سے بھی تعلیم حاصل کریں۔ سن 2 ہجری میں ایک اور اقامتی درسگاہ دار القراء کا بھی پتہ چلتا ہے جو مخزوم بن نوفل کے مکان میں قائم تھی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم کی توسیع و اشاعت کے لئے ہر ممکن ذرائع استعمال فرمائے' چنانچہ بدر میں ستر کے قریب اہل مکہ گرفتار ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کی رہائی کے لئے جو مال دار نہ تھے' یہ فدیہ مقرر فرمایا کہ مدینے کے دس دس مسلمانوں کو لکھنا پڑھنا سکھائیں' اس کے علاوہ جب قبائل کے وفود آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے کسی تربیت یافتہ معلم کو ان کے ساتھ کر دیتے تھے کہ وہ اس علاقے میں جا کر دینیات کی تعلیم کا بندوبست کریں۔ اپنا کام مکمل کرنے کے بعد وہ معلم مدینہ منورہ واپس آجاتے تھے۔ بیر معونہ کے مشہور واقعے میں ستر قراء (معلم) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے ساتھ کر دیئے تھے جنہیں نجد کے علاقے اور دیگر قبائل میں کام کرنا تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمی کوششوں کے نتائج

یہ کوششیں بے کار نہ گئیں تعلیم و تعلم میں اس تیزی سے ترقی ہوئی کہ ہجرت کو چند ہی سال گزرے تھے کہ قرآن مجید میں لین دین اور تجارت معاملے میں جس میں رقم ادا ہو' تحریری طور پر انجام دینے کے متعلق ایک طویل اور مفصل ہدایت والی آیت اتری (البقرہ) جو قرآن کریم کی سب سے بڑی آیت ہے اور اس میں حکم ہے کہ تجارتی دستاویز پر کم از کم دو اشخاص کی گواہی لی جائے۔ اس کا منشاء قرآن کے الفاظ میں یہ تھا کہ

اس طرح تحریری گواہی خدا تعالیٰ کے نزدیک زیادہ منصفانہ ہے اور بوقت ضرورت شہادت (گواہی) کے اغراض کے لئے زیادہ مستحکم وسیلہ ہے' اور شبہات پیدا ہونے کی صورت میں رفع شک کا بہترین ذریعہ ہے۔ ظاہر ہے کہ ملک میں خواندگی کی وسعت کے بغیر ایسا حکم نہیں دیا جا سکتا تھا' نیز اس زمانے میں پیشہ ور کاتبوں' منشی اور وکیل کا بھی پتہ چلتا ہے۔ تاریخ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی اڑھائی تین سو خطوط محفوظ رکھے ہیں' صحیح مقدار اس کی نسبت زیادہ ہونی چاہیے' کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی حکومت دس لاکھ مربع میل کے علاقے پر پھیلی ہوئی تھی' جس میں آپ صلی الہ علیہ وسلم وقتاً فوقتاً احکامات صادر فرماتے تھے تقریباً دس سال تک آپ نے حکمرانی کے فرائض انجام دیئے۔

عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں فنی ذوق یا تخصیص بھی ترقی کر گیا تھا' چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ جس کو قرآن سیکھنا ہو' وہ فلاں صحابی کے پاس جائے' اور جس کو تجوید یا تعلیم ترکہ کا حساب یا فقہ سیکھنا ہو وہ فلاں صحابی کے پاس جائے' اسی طرح ساری دنیا کی اقوام کو خدا کا پیغام پہنچانے اور ایک مملکت کے حاکم اعلیٰ ہونے کی حیثیت سے آپ کو مترجمین کی بھی ضرورت ہوا کرتی تھی جو غیر زبانیں جانتے ہوں۔ حضرت زید بن ثابت جو دربار نبوت کے میر منشی (سیکرٹری) کہے جا سکتے ہیں وہ فارسی' عبرانی' رومی' یونانی جانتے تھے۔ اس زمانے کی یہی تین علمی اور عالمی زبانیں تھیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں حکم دیا تھا کہ وہ عبرانی خط لکھنا پڑھنا سیکھیں اور چند ہفتوں میں وہ اس میں طاق ہو گئے تھے اسی طرح حضرت عبد اللہ بن زبیرؓ کے بارے میں بھی مشہور ہے کہ وہ کئی زبانیں جانتے تھے۔

نظام تعلیم کا مسئلہ ایسا ہے کہ اس کے متعلق پوری تفصیل کے ساتھ بیان کرنا دشوار ہے ہمارے پاس جو محدود و مختصر مواد ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ ہر جگہ ایک ہی نصاب جاری نہ تھا (یعنی ہر علاقے کی ضروریات و نفسیات کا بھی لحاظ رکھا گیا تھا) معینہ کتب پڑھانے کی جگہ متعین مدرس کے پاس لوگ جایا کرتے تھے اور جو علوم وہ پڑھا سکتا تھا' پڑھتے تھے۔ علم کے زیادہ شائقین لوگ اس کے بعد دوسرے مدرس کے پاس' پھر تیسرے مدرس کے پاس جاتے' بہر حال اتنا معلوم ہوتا ہے کہ قرآن و سنت کے ہمہ گیر نصاب کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ نشانہ بازی' پیراکی' تقسیم ترکہ' ریاضی' طب' علم ہیئت' علم نصاب اور علم تجوید و قرات کی تعلیم دی جائے۔

عورتیں بھی اس تعلیمی انقلاب کا اہم حصہ تھیں' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن مقرر فرما لیا تھا جس میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم عورتوں کے مخصوص مجمع میں تشریف لے جاتے اور ان کو تعلیم دیتے' اور ان کے سوالات کے جوابات دیتے' قرآن کریم نے بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں پر ایک فریضہ عائد کیا ہے کہ وہ دوسروں کو تعلیم دیا